مولانا عبدالماجد ابن محمد حنیف

# عنوان:۔نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# شرعی دلائل

- کتاب اللہ
  - صریح احکامات
  - غیر صریح احکامات
- سنت رسول اللہ
  - معمول بہا احادیث
  - سنت خلفائے راشدین وتعامل سلف
- اجماع امت
  - اجماع صحابہ
  - خیر القرون کے آثار
- قیاس شرعی
  - صریح
  - غیر صریح

**تعریفات**:۔حدیث ۔مرفوع ۔موقوف ۔صحیح لذاتہ ۔ضعیف ۔متواتر درج بالا تعریفات کو زبانی یاد کرنا۔

## فقہی اصطلاحات

| نمبرشمار | حکم | دلائل |
|---|---|---|
| ۱ | فرض | دلیل قطعی: صریح آیت، حدیث متواتر، اجماع امت |
| ۲ | واجب | دلیل ظنّی: غیر صریح آیت، حدیث غیر متواتر، قیاس مجتہد |
| ۳ | سنت مؤکدہ | صحیح صریح حدیث |
| ۴ | سنت غیر مؤکدہ یا سنن زوائد، مستحب | احادیث ضعیفہ، اقوال واعمال سلف |
| ۵ | مندوب، مباح، نفل | اقوال واعمال سلف |
| ۶ | حرام | دلیل قطعی یا فرض کی مخالفت |
| ۷ | مکروہ تحریمی | دلیل ظنّی یا واجب کی مخالفت |
| ۸ | مکروہ تنزیہی | مستحب کی مخالفت |

# نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟

نماز میں ہاتھ باندھنا تو جمہور کے نزدیک سنت ہے (سوائے مالکیہ کے)۔لیکن ''محلِ وضع (کہاں باندھے جائیں)''اس میں اختلاف ہے۔

**احناف**:۔ احناف کے نزدیک نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔

**مالکیہ**:۔مالکیہ کے نزدیک فرض نماز میں مستحب یہ ہے کہ دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں باندھے نہ جائیں۔

**شوافع**:۔شوافع کے نزدیک سینہ کے نیچے، ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا مستحب ہے۔

**حنابلہ**:۔امام احمدؒ سے تین روایتیں ہیں (۱) ناف کے نیچے (۲) ناف کے اوپر (۳) اور دونوں جگہ باندھنے کی گنجائش ہے، البتہ متون میں جو قول لیا گیا ہے وہ ناف کے نیچے باندھنے کا ہے۔

ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں ائمۂ اربعہ کا اختلاف اَولیٰ اور غیر اَولیٰ کا ہے، جائز اور ناجائز کا نہیں ہے۔

## سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حقیقت

غیر مقلدین کا مسلک یہ ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنا سنت ہے، اس کی دلیل میں عام طور پر وہ چار قسم کی روایات پیش کرتے ہیں۔

(۱) حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت:۔اس کی اسناد میں نظر ہے اور ''عَلیٰ صَدْ رِہٖ (سینہ پر)'' کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔

(۲) حضرت قبیصہ بن ہلبؓ کی روایت:۔اس میں ''عَلیٰ صَدْ رِہٖ (سینہ پر)'' کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔اور اس کی اسناد میں کلام ہے۔

(۳) حضرت طاوٗسؒ کی روایت:۔اس کی اسناد ضعیف ہیں۔حضرت طاوٗس رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں اور وہ صحابی کا نام لئے بغیر براہ راست حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں اس لئے یہ روایت مرسل ہے اور مرسل روایات غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں۔

(۴) سینہ پر ہاتھ باندھنے کے باب میں دوسری تمام روایات ضعیف ہیں۔اور اس باب میں کچھ ''آثار'' بھی پیش کئے جاتے ہیں۔''آثار'' سلف (صحابہ وتابعین) کے اقوال یا افعال ہیں اسلئے غیر مقلدین کو دلائل میں اِن آثار کو پیش کرنیکا حق ہی نہیں ہے اور ان کیطرف سے ناقابل قبول ہے

غرض سینہ پر ہاتھ باندھنے کی سنیت کی دلیل میں اصول حدیث کی رو سے کوئی ''صحیح مرفوع حدیث'' موجود ہی نہیں ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک صرف ''صحیح حدیث'' حجت ہے اس لئے ان کا سینہ پر ہاتھ باندھنے کا دعویٰ رد ہے اور ان کے پاس اس سلسلہ میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور بغیر دلیل کے عمل کرنا ان کے نزدیک ''شرک'' ہے۔

## ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات

● حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے دیکھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال''، ج ۳ ص ۳۲۰ طبع کراچی)

● حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا، نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

(ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال'' ج ۳ ص ۳۲۴، ابوداوٗد حدیث ۷۵۶ ص ۱۲۷۹ الکتب الستۃ طبع سعودیہ عربیہ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۱۰، دار قطنی ۱/۲۸۶/۹/۱۰، سنن کبریٰ بیھقی ج ۲ ص ۳۱، مسند بزار ۱/۱۱۰)

● حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا نماز میں ہتھیلیوں کو ناف کے نیچے رکھا جائے۔(ابوداوٗد حدیث ۷۵۸ ص ۱۲۷۹ الکتب الستۃ طبع سعودیہ عربیہ)

● حضرت حجاج بن حسانؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو مجلزؒ سے سنا (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے دریافت کیا کہ (حضور اکرم ﷺ ہاتھوں کو) کیسے رکھتے تھے، تو فرمایا کہ وہ (حضور ﷺ) اپنے دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہری حصہ پر رکھتے تھے اور ان دونوں کو ناف سے نیچے رکھ لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال''، ج ۳ ص ۳۲۳)

● حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ وہ (حضور ﷺ) نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال''، ج ۳ ص ۳۲۲)

# نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟

**غیر مقلدین کا مسلک** :۔غیر مقلدین (فرقہ اہل حدیث) کا مسلک یہ ہے کہ ''بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھ کر سینے پر باندھنا سنّت ہے''

**احناف کا مسلک** :۔احناف کے نزدیک ''بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے''۔

**نکتۂ اختلاف**:۔ غیر مقلدین (فرقہ اہل حدیث) کا مسلک یہ ہے کہ ''بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھ کر سینے پر باندھنا سنّت ہے''، اس کے خلاف جائز نہیں ہے۔اور احناف کے نزدیک ''بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے''، یہ اولیٰ ہے۔

یعنی غیر مقلدین اور احناف دونوں کے نزدیک انکا مذکورہ عمل ''سنت'' ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں کے نزدیک سنت سے کیا مراد ہے؟ چنانچہ شامی میں ہے وَالسُّنَّةُ نَوْعَانِ: سُنَّةُ الْهُدٰى، وَتَرْكُهَا............ فِیْ لِبَاسِهٖ وَقِيَامِهٖ وَقُعُوْدِهٖ. **ترجمه**:۔اور سنت کی دوقسمیں ہیں: (۱) پہلی قسم ہے سنت ہدیٰ (یعنی سنتِ اصلی یا سنتِ مؤکدہ): اور اسکا ترک کردینا گناہ اور کراہت کو واجب کردیتا ہے، جیسے جماعت اور اذان اور اقامت اور اسکے مثل چیزیں۔(۲) اور دوسری قسم ہے سنتِ زوائد: اور اس کا ترک کردینا اس کو واجب نہیں کرتا جیسا کہ نبی ﷺ کے عادات واطوار آپ کے لباس میں آپ کے کھڑے ہونے میں اور آپ کے بیٹھنے میں۔ (شامی کتاب الطہارت حاشیہ، مطلب فی السنة وتعریفها ج۱ ص۲۱۸)

سنتِ مؤکدہ کی تعریف یہ ہے کہ '' اَلسُّنَنُ الْمُؤَكَّدَةُ الْقَرِيْبَةُ مِنَ الْوَاجِبِ الَّتِیْ يُضَلِّلُ تَارِكُهَا ،لِاَنَّ تَرْكَهَا اِسْتِخْفَافٌ بِالدِّيْنِ. **ترجمه**:۔سنتِ مؤکدہ واجب کے ایسے قریب ہے جس کا چھوڑنے والا گمراہ ہوجاتا ہے اسلئے کہ اس کا ترک کرنا دین کو ہلکا کرنا ہے (شامی کتاب الطہارۃ ج۱ ص۲۱۹)۔معلوم ہوا کہ سنت مؤکدہ کا چھوڑنا نماز کے فساد کو واجب کرتا ہے۔چونکہ غیر مقلدین کے نزدیک سینہ پر ہاتھ باندھنا ''سنت'' ہے اور اس کے خلاف جائز نہیں۔غیر مقلدین ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو خلافِ سنت اور گناہ کہتے ہیں، بلکہ یہ حکم لگاتے ہیں کہ اس سے نماز نہیں ہوتی، نیز یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک صرف ''صحیح حدیث'' حجت ہے۔اس لئے غیر مقلدین سینہ پر ہاتھ باندھنے کو جو''سنت'' کہتے ہیں وہ دراصل ''سنتِ مؤکدہ'' کے حکم میں ہے، جو واجب کے قریب ہے۔جس کا لزوم دلیل ظنی سے ہو۔یعنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دلیل میں غیر مقلدین کو صحیح صریح حدیث پیش کرنا چاہئے۔

احناف کے نزدیک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا جو''سنت'' ہے۔وہ دراصل ''سننِ زوائد'' میں سے ہے کیونکہ شامی میں ہے کہ

(وَسُنَنُهَا) تَرْكُ السُّنَّةِ لَا يُوْجِبُ فَسَاداً وَلَا سَهْواً بَلْ اِسَاءَةً لَّوْعَامِداً غَيْرَمُسْتَخِفٍّ .وَقَالُوْا: اَلْاِسَاءَةُ اَدْوَنُ مِنَ الْكَرَاهَةِ، ثُمَّ هِیَ عَلٰى مَاذَكَرَهٗ ثَلاَثَةٌ وَّعِشْرُوْنَ....... (وَالثَّنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِيَةُ وَالتَّامِيْنُ) وَكَوْنُهُنَّ (سِرًّا وَوَضْعُ يَمِيْنِهٖ عَلٰى يَسَارِهٖ) وَكَوْنُهٗ (تَحْتَ السُّرَّةِ )لِلرِّجَالِ. **ترجمه**:۔اور اس (نماز) کی سنّتیں۔سنت کا چھوڑنا فساد (نماز کو فاسد کرنا) اور (سجدہ) سھو کو واجب نہیں کرتا۔بلکہ گناہ کو واجب کرتا ہے اگر جان بوجھ کر چھوڑے (سنت کو) بغیر ہلکا سمجھے ہوئے (سنت کو ہلکا یا معمولی سمجھ کر چھوڑنا تو کفر کے قریب پہنچادیتا ہے)۔اور کہا (اساءۃ) اسکا گناہ مکروہ سے قریب تر ہے۔اور (نماز کی) سنتیں تیئیس (۲۳) ہیں............(اور ثناء اور تعوذ اور تسمیہ اور آمین کہنا) اور ان کا آہستہ ہونا (اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا) اور اس کا ہونا (ناف کے نیچے) مردوں کیلئے،...........(شامی کتاب الصلوۃ/باب صفة الصلوۃ ج۲ ص۱۷۰تا۱۷۲)

درج بالا جو سنتیں نماز کی بیان کی گئی ہیں وہ سنن زوائد ہیں کیونکہ اسکا چھوڑنا فساد اور سہو کو واجب نہیں کرتا، اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا بھی انہیں سنتوں میں شامل ہے اسلئے احناف کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سننِ زوائد کے حکم میں سے ہے۔

پس ثابت ہوا کہ غیر مقلدین سینہ پر ہاتھ باندھنے کو جو سنت کہتے ہیں وہ سنتِ مؤکدہ ہے۔اس کی دلیل میں انہیں ''صحیح صریح حدیث'' پیش کرنا چاہئے۔اور احناف ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو جو سنت کہتے ہیں وہ سنن زوائد میں سے ہے اور سننِ زوائد ضعیف احادیث سے بھی ثابت ہوسکتی ہیں۔

# نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟

**غیر مقلدین کا موقف:**۔سینہ پر ہاتھ باندھنا ''سنت مؤکدہ ہے''۔دلیل:۔صحیح صریح حدیث

**احناف کا موقف:**۔ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ''سنن زوائد'' میں سے ہے۔دلیل:۔ضعیف احادیث یا افعال اقوال سلف

## سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایات

| وائل بن حجرؓ | قبیصہ بن ہلبؓ | طاوسؒ | دیگر تمام روایات | آثار |
|---|---|---|---|---|
| اسناد میں نظر، علیٰ صدرہٖ غیر محفوظ | اسناد میں کلام، علی صدرہٖ غیر محفوظ | اسناد ضعیف، مرسل | ضعیف | حجت نہیں |

## حضرت وائلؓ بن حجر کی روایات

### [صحیح ابن خزیمہ سے]

**مومل بن اسماعیل:**۔منکر الحدیث، کثیر الخطاء، ثوری سے روایت میں ضعف (میزان الاعتدال ج۴ ص۲۲۸، تہذیب التہذیب ج۱۰ ص۳۴۰، فتح الباری ج۹ ص۲۰۶)

(روایت غیر محفوظ اور مؤمل بن اسماعیل منفرد اس لئے بطور دلیل قبول نہیں کی جائے گی)

### [بیہقی سے]

**اُم یحی یا اُم عبدالجبار:**۔ابن ترکمانی انہیں مجہول کہا ہے۔(الجوھر النقی)

**سعید بن عبدالجبار بن وائل الحضرمی:**۔ضعیف (تقریب ج ص )

**محمد بن حجر بن عبدالجبار:**۔(۱) ذہبی نے کہا ہے انکے پاس مناکیر ہیں (۲) امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ ان میں کچھ نظر ہے۔محمد کی اپنے چچا سے روایتیں منکر ہوتی ہیں۔(میزان ج۳ ص۵۱۱)

(بہت ضعیف، بیہقی کی یہ روایت متابعت کے قابل بھی نہیں)

## حضرت قبیصہ بن ھلب کی روایات

### [مسند احمد سے]

**قبیصہ بن ھلب:**۔مضطرب الحدیث، ضعیف، (میزان ج۲ ص۲۳۳)

**یحی بن سعید:**۔ضعیف (تجلیات صفدر ج۳ ص۵۲۰)

**سماک بن حرب:**۔ضعیف، لین، مضطرب الحدیث، (تہذیب التہذیب ج ص )

(اس روایت میں تصحیف کاتب ہے، ضعیف ہے اسلئے بطور دلیل قابل قبول نہیں)

## حضرت طاوسؒ کی روایات

### [مراسیل ابوداؤد سے]

**سلیمان بن موسیٰ:**۔لین الحدیث، انکے پاس منکر اشیاء ہیں، اضطراب، حافظہ مختلط۔(تہذیب التہذیب ج۴ ص۲۲۷، تقریب ج۱ ص۳۳۱)

(غیر مقلدین کے نزدیک مرسل حدیث حجت نہیں مزید یہ کہ اسناد ضعیف اسلئے بطور دلیل نا قابل قبول)

# آیت ''فصل لربک وانحر'' کی تفسیر

## [سنن بیہقی سے ابن عباسؓ کی روایت]

**روح ابن مسیّب:۔** متروک، موضوع، اور احادیث غیر محفوظ

## [طبرانی، بیہقی سے حضرت علیؓ سے روایت]

یہ روایت بطریق حضرت علیؓ پیش کرنا صحیح نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

# آثار

اول تو ان آثار کی اسناد غیر صحیح ہیں۔ دوم غیر مقلدین کو ان آثار کے پیش کرنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے کیونکہ غیر نبی کا قول وفعل ان کے نزدیک حجت نہیں۔

# قیاسات

غیر مقلدین بعض مرتبہ ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن میں سرے سے ''علیٰ صدرہ یعنی سینہ پر'' کا لفظ ہی نہیں ہوتا لیکن وہ ان روایات سے ''سینے پر'' قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس کو حدیث کا نام دیتے ہیں یعنی ''بات اپنی نام حدیث کا''۔ مثلاً مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ سے حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت پر شیخ البانی کا قول، صحیح بخاری سے حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا رد اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا اثبات ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہیں جب کہ اس روایت میں نہ ''تحت السرّ ۃ'' ہے اور نہ ''علی صدرہٖ'' ہے۔ اس سے اپنا موقف ثابت کرنا وہی ''بات اپنی نام حدیث کا'' ہے۔

بعض مرتبہ غیر مقلدین اپنے استدلال میں ایسی روایات بھی پیش کرتے ہین جن میں فَوقَ السُّرہ یعنی ''ناف کے اوپر'' کے الفاظ ہوتے ہیں ۔جبکہ ان کا دعویٰ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ہے، ناف کے اوپر کا نہیں، اسلئے فوق السرہ کی روایات ان کی طرف سے نا قابل قبول ہیں۔

غیر مقلدین کا دعویٰ ''سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل میں'' ایک بھی ''صحیح حدیث'' موجود نہیں ہے، جس سے ثابت ہو سکے کہ کسی نے ایک مرتبہ بھی حضورﷺ کو سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا ہو، پھر اسکو ''سنت'' ثابت کرنا تو جوئے شیر لانا ہے۔ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے ''سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے''، یہ غیر مقلدین کا صرف قیاس ہے، اور قیاس سے سنت مؤکدہ نہیں ثابت ہو سکتی۔

## سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات

جو لوگ سینے پر ہاتھ باندھنے کی سنیت کے قائل ہیں وہ عام طور پر دلائل میں چار قسم کی روایات پیش کرتے ہیں۔

(۱) حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات (۲) حضرت ھلبؓ کی روایات

(۳) حضرت طاوسؒ کی روایت (۴) دیگر روایات اور صحابہؓ و تابعینؒ کے آثار۔

**(۱) حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات:۔** ●اَخبَرَنَا اَبُو طَاھِرٍ، نَا اَبُو بَکرٍ، نَا اَبُو مُوسیٰ، نَا مُؤمَّلٌ، نَا سُفیَانُ عَن عَاصِمِ بنِ کُلَیبٍ، عَن اَبِیہِ، عَن وَائِلِ بنِ حُجرٍ قَالَ صَلَّیتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ وَوَضَعَ یَدَہُ الیُمنیٰ عَلیٰ یَدِہِ الیُسریٰ عَلیٰ صَدرِہٖ. **ترجمہ:۔** حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورﷺ کیساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھا۔ (صحیح ابن خزیمہ ج ا ص ۲۴۳)

**استدلال پر اعتراضات:۔**

(۱) **آثار السنن سے:۔** اس کی اسناد میں نظر (کلام) ہے۔ اور زیادتی ''علیٰ صدرہٖ'' یعنی سینے پر ''غیر محفوظ ہے''۔
(آثار السنن ص ۱۴۰)

(۲) **ایضاح الادلّہ سے:۔** علامہ ابن قیم نے ''اعلام الموقعین'' (ج ۳ ص ۹ مثال نمبر ۶۲) میں لکھا ہے کہ ''علیٰ صدرہٖ'' کی زیادتی صرف مؤمل بن اسماعیل کی روایت میں ہے اور مؤمل بن اسماعیل کو امام بخاریؒ نے منکر الحدیث کہا ہے۔ امام بخاری جس راوی کے بارے میں منکر الحدیث کہہ دیں اس سے

روایت جائز ہی نہیں ہے‘‘ ۔(ایضاح الادلہ ص ۹۳،۹۴)

(۳)**تخریج صلوٰۃ الرسول سے** :۔ یہ سند ضعیف ہے کیونکہ مومل بن اسماعیل سئی الحفظ ہے جیسا کہ ابن حجر نے تقریب (ج ۲ ص ۲۹۰) میں کہا ہے۔ابو زرعہ نے کہا ہے کہ یہ بہت غلطیاں کرتا ہے۔امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حافظ عالم ہے مگر غلطیاں کرتا ہے میزان ج ۴ ص ۲۲۸۔(تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۲۲۸ حاشیہ)

(۴)**تجلیات صفدر سے** :۔’’علیٰ صدرہٖ‘‘ کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔

مذکورہ روایت (حضرت وائل ابن حجرؓ) کی سندیں درج ذیل ہیں۔

(۱)نَامُؤَمَّلٌ ،نَاسُفْیَانُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ کُلَیْبٍ ،عَنْ اَبِیْهِ ،عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ؓ (صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۴۳)۔صرف اس سند (صحیح ابن خزیمہ کی بطریق مؤمل بن اسماعیل) میں ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ موجود ہے۔

[انہیں مؤمل بن اسماعیل کے طریق سے علیٰ صدرہٖ والی روایت بیہقی میں بھی موجود ہے۔اس روایت کو حضرت وائلؓ سے ان کی اہلیہ ام یحییٰ، پھر ان سے انکے لڑکے عبد الجبار، پھر ان سے انکے لڑکے سعید بن عبد الجبار، پھر ان سے انکے بھتیجے محمد بن حجر بن عبد الجبار بھی روایت کرتے ہیں،مگر چونکہ محمد کی اپنے چچا سے روایتیں منکر ہوتی ہیں، محمد بن حجر کے متعلق ذہبی نے کہا ہے کہ اسکے پاس مناکیر ہیں اور امام بخاری سے نقل کیا ہے۔’’فِیْهِ بَعْضُ النَّظْرِ‘ ‘اس میں کچھ نظر ہے میزان (ج ۳ ص ۵۱۱)۔ اور ام یحییٰ مجہول ہیں، اسلئے بیہقی کی یہ روایت متابعت کے قابل بھی نہیں ہے۔]

لیکن انہیں سفیان عن عاصم کی سند سے جو مسند احمد ج ۴ ص ۳۱۸ پر ہے وہ اسطرح ہے....... .عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبُوالْوَلِیْدِ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ،اس میں علیٰ صدرہٖ نہیں ہے۔

(۲)زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (نسائی باب موضع الیمین من الشمال فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۴۱) اسمیں ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ نہیں ہے۔

(۳)بِشْرُبْنُ مُفَضَّلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۲) میں ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ نہیں ہے

(۴)عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ وَبِشْرُبْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (ابن ماجہ ص ۵۹) اسمیں بھی ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ نہیں ہے۔

(۵)عَبْدُالْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (احمد ج ۴ ص ۳۱۶) میں بھی ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ نہیں ہے۔

(۶)زُهَیْرُبْنُ معاویه عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (احمد ج ۴ ص ۳۱۸) میں بھی ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ نہیں ہے۔

(۷)شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (احمد ج ۴ ص ۳۱۹) میں بھی ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ نہیں ہے۔

(۸)سَلَامُ بْنُ سُلَیْمٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (طیالسی) میں بھی ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ نہیں ہے۔

(۹)خَالِدُبْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (بیہقی ج ۲ ص ۱۳۱) میں بھی ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ نہیں ہے

مذکورہ ۹ سندوں میں سے ۸ سندوں میں ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ نہیں ہے اسکا ذکر صرف سفیان کے طریق میں ہے (اور وہ بھی صرف صحیح ابن خزیمہ میں جب کہ سفیان کی اسی سند میں مسند احمد میں علیٰ صدرہٖ نہیں ہے) اور سفیان (امام سفیان ثوری) خود مجتہد ہیں اور ان کا عمل اس حدیث پر نہیں (یعنی سفیان سینے پر ہاتھ نہیں باندھتے) خود امام نووی شرح مسلم میں تحریر کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، اسحاق بن راہویہؒ، ہمارے اصحاب میں سے ابواسحاق مروزی فرماتے ہیں کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جائیں۔(شرح مسلم ج ۱ ص ۳۷)

امام سفیان ثوریؒ کی جس روایت میں ’’علیٰ صدرہٖ‘‘ کا لفظ ہے اسے صرف مؤمل بن اسماعیل روایت کرتے ہیں یعنی وہ ’’منفرد‘‘ ہیں۔اور مؤمل بن اسماعیل کے بارے میں ماہرین اسماء الرجال کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

**مؤمل بن اسماعیل** :(۱)امام بخاری ان کو منکر الحدیث کہتے ہیں (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۲۸)(تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۴۰) اور خود امام بخاری فرماتے ہیں کہ ہر وہ راوی جسکو میں منکر الحدیث کہوں اس سے حدیث روایت کرنا جائز نہیں۔(میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵)

(۲)ابن سعد کہتے ہیں یہ ثقہ ہیں اور بہت غلطیاں کرتے تھے۔

(۳)ابن قانع کہتے ہیں صالح مگر خطا کار ہیں۔

(۴) دارقطنی کہتے ہیں ثقہ ہیں لیکن بہت خطا کرتے ہیں۔
(۵) امام ابوحاتم انہیں کثیر الخطاء کہتے ہیں۔اور امام ابوزرعہ کہتے ہیں اسکی حدیث میں بہت غلطیاں ہیں (میزان الاعتدال)
(۶) امام ذہبیؒ کہتے ہیں سچے ہیں اور سنت میں شدید ہیں اور کثیر الخطاء ہیں۔(میزان الاعتدال)
(۷) مروزی نے کہا جب مؤمل حدیث میں منفرد ہوں تو واجب یہ ہیکہ توقف کیا جائے اسلئے کہ خراب حافظے اور کثیر غلطیوں والے تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۴۰)
(۸) ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ مؤمل بن اسماعیل کی جو حدیث ثوری سے ہو اس میں ضعف ہوتا ہے (فتح الباری ج ۹ ص ۲۰۶)
(تجلیات صفدر ج ۳ ص ۵۱۶ تا ۵۱۸)

مختصر یہ کہ مؤمل بن اسماعیل جب اکیلے ہوں تو ان کا تفرد قبول نہیں کیا جائیگا اور صحیح ابن خزیمہ کی سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت میں مؤمل بن اسماعیل منفرد ہیں اور ان پر درج بالا کلام ہیں اور مؤمل بن اسماعیل ثقہ راویوں کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ان سے زیادہ ثقہ راوی ''علیٰ صدرہ'' نقل نہیں کرتے۔اسلئے ''علیٰ صدرہ'' غیر محفوظ ہے۔ان تمام وجوہات کی بناء پر صحیح ابن خزیمہ کی روایت، سینہ پر ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں قابل استدلال نہیں۔

مزید یہ کہ اس روایت میں سفیان ثوری بھی ہیں اور آج کل کے غیر مقلدین کہتے ہیں کہ سفیان ثوری مدلّس ہیں اور 'عن' سے روایت کرتے ہیں اسلئے خود انکی توجیہ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔غرض صحیح ابن خزیمہ کی یہ روایت غیر محفوظ ہے اور اس کی اسناد میں نظر ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک صرف ''صحیح حدیث'' حُجّت ہے اس لئے اس روایت سے ان کا استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

**صحتِ روایت کی جانچ کا نمونہ** : (صحتِ روایت کی جانچ کیلئے ابتداء میں طریقہ بالتفصیل پیش کیا جارہا ہے آئندہ کی روایات میں اختصار سے کام لیا جائیگا، مذکورہ طریقہ کے مطابق کسی بھی روایت کی صحت کی جانچ کی جاسکتی ہے)

**صحیح حدیث کی تعریف**:۔جس حدیث کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

معلوم ہوا کہ صحیح حدیث کی پانچ شرائط ہیں (۱) متصل (۲) عادل (۳) تام الضبط (۴) غیر شاذ (۵) غیر معلل

اب دیکھا جائے کہ مؤمل ابن اسماعیل کی روایت میں ان پانچوں میں سے کتنی شرائط موجود ہیں۔

(۱) **متصل**:۔ہماری نظر سے ابھی تک اس روایت کی اتصال میں اختلاف کی بحث نہیں گذری۔

(۲) **عادل**:۔

**مؤمل بن اسماعیل** :۔(۱) امام بخاری ان کو منکر الحدیث کہتے ہیں (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۲۸) (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۴۰) اور خود امام بخاری فرماتے ہیں کہ ہر وہ راوی جس کو میں منکر الحدیث کہوں اس سے حدیث روایت کرنا جائز نہیں۔(میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵)
(۲) ابن سعد کہتے ہیں یہ ثقہ ہیں اور بہت غلطیاں کرتے تھے۔
(۳) ابن قانع کہتے ہیں صالح مگر خطا کار ہیں۔
(۴) دارقطنی کہتے ہیں ثقہ ہیں لیکن بہت خطا کرتے ہیں۔
(۵) امام ابوحاتم انہیں کثیر الخطاء کہتے ہیں۔اور امام ابوزرعہ کہتے ہیں اسکی حدیث میں بہت غلطیاں ہیں (میزان الاعتدال)
(۶) امام ذہبی کہتے ہیں سچے ہیں اور سنت میں شدید ہیں اور کثیر الخطاء ہیں۔(میزان الاعتدال)
(۷) مروزی نے کہا جب مؤمل حدیث میں منفرد ہوں تو واجب یہ ہے کہ توقف کیا جائے اسلئے کہ خراب حافظے اور کثیر غلطیوں والے تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۴۰)
(۸) ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ مؤمل بن اسماعیل کی جو حدیث ثوری سے ہو اس میں ضعف ہوتا ہے۔
(فتح الباری ج ۹ ص ۲۰۶) (تجلیات صفدر ج ۳ ص ۵۱۶ تا ۵۱۸)

مؤمل بن اسماعیل کے بارے میں اسماء الرجال کی کتابوں میں اتنے کلام ہیں وہ کس طرح عادل ہوسکتے ہیں؟ اسلئے دوسری شرط پوری نہیں ہوتی۔

(۳) **تام الضبط**:۔حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت جس میں نماز میں ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے اس کی سندیں اور ''علیٰ صدرہ یعنی سینہ پر'' کی تفصیل درج

ذیل ہے۔

(۱)نَامُؤَمَّلٌ ،نَاسُفْیَانُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ کُلَیْبٍ ،عَنْ اَبِیْهِ ،عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ؓ ۔صرف اس سند( صحیح ابن خزیمہ کی بطریق مؤمل بن اسماعیل )میں ''علیٰ صدرہ'' موجود ہے۔

انہیں مؤمل بن اسماعیل کے طریق سے علیٰ صدرہٖ والی روایت بیہقی میں بھی موجود ہے۔اس روایت کو حضرت وائل ؓ سے ان کی اہلیہ ام یحییٰ، پھران سے انکے لڑکے عبدالجبار، پھران سے ان کے لڑکے سعید بن عبدالجبار، پھران سے ان کے بھتیجے محمد بن حجر بن عبدالجبار بھی روایت کرتے ہیں،مگر چونکہ محمد کی اپنے چچا سے روایتیں منکر ہوتی ہیں، محمد بن حجر کے متعلق ذہبی نے کہاہ ءکہ اس کے پاس مناکیر ہیں اورامام بخاری سے نقل کیا ہے۔''فِیْهِ بَعْضُ النَّظْرِ' 'اس میں کچھ نظر ہے میزان (ج ۳ ص۵۱۱)۔ اورام یحییٰ مجہول ہیں،اسلئے بیہقی کی یہ روایت متابعت کے قابل بھی نہیں ہے۔

لیکن انہیں سفیان عن عاصم کی سند سے جو مسنداحمد ج ۴ ص ۳۱۸ پر ہے وہ اسطرح ہے....... .عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبُوْالْوَلِیْدِ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ،اس میں علیٰ صدرہٖ نہیں ہے۔

(۲)زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (نسائی ج۱ص ۱۴۱)اسمیں ''علیٰ صدرہٖ''نہیں ہے۔

(۳)بِشْرُبْنُ مُفَضَّلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (ابوداؤدج ۱ص ۱۱۲) میں''علیٰ صدرہٖ''نہیں ہے۔

(۴)عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ وَبِشْرُبْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (ابن ماجہ ص۵۹)اسمیں بھی''علیٰ صدرہٖ''نہیں ہے

(۵)عَبْدُالْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (احمدج ۴ص ۳۱۶) میں بھی''علیٰ صدرہٖ ''نہیں ہیں

(۶)زُهَیْرُبْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (احمدج ۴ص ۳۱۸) میں بھی''علیٰ صدرہٖ''نہیں ہے

(۷)شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (احمدج ۴ص ۳۱۹) میں بھی''علیٰ صدرہٖ''نہیں ہے

(۸)سَلَامُ بْنُ سُلَیْمٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (طیالسی) میں بھی''علیٰ صدرہٖ''نہیں ہے۔

(۹)خَالِدُبْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ (بیہقی ج ۲ص ۱۳۱) میں بھی''علیٰ صدرہٖ''نہیں ہے

مذکورہ ۹ سندوں میں سے ۸ سندوں میں''علیٰ صدرہٖ''نہیں ہے اس کا ذکر صرف سفیان کے طریق میں ہے(اوروہ بھی صرف صحیح ابن خزیمہ میں جب کہ سفیان کی اسی سند میں مسنداحمد میں علیٰ صدرہٖ نہیں ہے )اورسفیان (امام سفیان ثوری) خود مجتہد ہیں اورانکا عمل اس حدیث پرنہیں (یعنی سفیان سینے پر ہاتھ نہیں باندھتے )۔خودامام نووی شرح مسلم میں تحریر کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ ،سفیان ثوریؒ ،اسحاق بن راہویہؒ ،ہمارے اصحاب میں سے ابواسحاق مروزی فرماتے ہیں کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جائیں۔(شرح مسلم ج ۱ص ۱۷۳)

ان تمام وجوہات کی بناء پر''علیٰ صدرہ یعنی سینہ پر'' کالفظ کس طرح تام الضبط ہوسکتا ہے؟ اسلئے تیسری شرط بھی پوری نہیں ہوتی۔

(۴)**غیر شاذ**:۔مؤمل بن اسماعیل ثقہ راویوں کی مخالفت کرتے ہیں( کیونکہ وہ رواۃ ''علیٰ صدرہ''نہیں بیان کرتے )۔اسلئے یہ روایت شاذ ہے۔

مزید یہ کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا موقف بھی شاذ ہے کیونکہ نماز میں ہاتھ باندھنا تو جمہور کے نزدیک سنت ہے۔(سوائے مالکیہ کے )لیکن ''محل وضع (کہاں باندھے جائیں)''اس میں اختلاف ہے۔

**احناف**:۔احناف کے نزدیک نماز میں بائیں ہاتھ پردایاں ہاتھ رکھ کرناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔

**مالکیہ** :۔مالکیہ کے نزدیک فرض نماز میں مستحب یہ ہے کہ دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں باندھے نہ جائیں۔

**شوافع** :۔شوافع کے نزدیک سینہ کے نیچے، ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا مستحب ہے۔

**حنابلہ** :۔امام احمدؒ سے تین روایتیں ہیں(۱) ناف کے نیچے(۲) ناف کے اوپر(۳) اوردونوں جگہ باندھنے کی گنجائش ہے،البتہ متون میں جوقول لیا گیا ہے وہ ناف کے نیچے باندھنے کا ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا مسلک اہلسنت والجماعت میں سے کسی کا نہیں ہے،یہ مسلک شاذ ہے۔اسلئے چوتھی شرط بھی پوری نہیں ہوتی

(۵)**غیر معلل** :۔مؤمل بن اسماعیل جب اکیلے ہوں توان کا تفرد قبول نہیں کیا جائیگا اورصحیح ابن خزیمہ کی سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت میں مؤمل بن اسماعیل منفرد ہیں اوران پردرج بالا کلام ہیں اورمؤمل بن اسماعیل ثقہ راویوں کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ان سے ثقہ راوی''علیٰ صدرہٖ''نقل نہیں کرتے

۔اس لئے ''علیٰ صدرہٖ''، غیر محفوظ ہے۔

معلوم ہوا کہ روایت غیر محفوظ ہے۔اس لئے پانچویں شرط پوری نہیں ہوتی۔

صحیح حدیث کی پانچ شرائط میں سے اس روایت میں چار شرائط یقیناً پوری نہیں ہوتیں۔اسلئے یہ روایت ''صحیح'' نہیں ہے

**غیر مقلدین کی تقلید**:۔اس کے برخلاف غیر مقلدین کا اصرار یہ ہے کہ یہ روایت ''صحیح'' ہے۔

اصل میں ان کے پاس دلیل کے نام پر یہی ایک روایت صریح ہے جس کو صحیح ثابت کرنے کیلئے وہ ہاتھ پیر مارتے رہتے ہیں اور مختلف توجیہات پیش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں مثلاً

(۱) مذکورہ روایت مؤمل بن اسماعیل سے نہیں مروی ہے بلکہ یہ مؤمل بن فلاں یا بن فلاں ہیں۔

(۲) اس روایت کو علامہ البانیؒ، ابن حجر عسقلانیؒ، امام نوویؒ یا فلاں فلاں پائے کے محققین نے ''صحیح'' کہا ہے۔

**جوابات** :۔(۱) صحیح ابن خزیمہ جب سے تالیف کی گئی ہے تب سے اب تک اس روایت پر جو کچھ لکھا گیا ہے کسی میں یہ بحث نہیں ہے کہ ''اس روایت کے راوی مؤمل بن اسماعیل نہیں بلکہ مؤمل بن فلاں فلاں ہیں''، غیر مقلدوں کا یہ بالکل ہی جدید انکشاف ہے۔غیر مقلدوں کی طرف سے اس جدید انکشاف کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ امام بخاریؒ جس راوی کو منکر الحدیث کہہ دیں اس سے روایت نہیں لاتے، اور چونکہ امام بخاریؒ مؤمل بن اسماعیل سے روایت لائے ہیں (کہاں لائے ہیں اور کیسے لائے ہیں؟ یہ علم غیر مقلدین کو ہے) اس لئے مذکورہ روایت کے راوی مؤمل بن اسماعیل نہیں ہیں۔

(۲) اس روایت کے صحیح ہونے کی دوسری توجیہ غیر مقلدین یہ پیش کرتے ہیں کہ ''علامہ البانیؒ، ابن حجر عسقلانیؒ، امام نوویؒ یا فلاں فلاں پائے کے محققین نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے اسلئے اس روایت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے (اس روایت مذکورہ کو محققین نے کس انداز سے اور کیسے صحیح کہا ہے اسکا علم ان غیر مقلدین کو بخوبی ہے) اور اصول حدیث کی رو سے اسکی صحت کو نہ پرکھا جائے۔

ان توجیہات کا مطلب یہ ہوا کہ اگرچہ غیر مقلدین کے نزدیک غیر نبی کے اقوال وافعال حجت نہیں ہیں چاہے وہ صحابہ ہوں یا تابعین یا تبع تابعین ۔لیکن خیر القرون کے بعد کے افراد کا قول وفعل حجت ہے مثلاً (۱) امام بخاری کا فعل حجت ہے (۲) علامہ البانیؒ، ابن حجر عسقلانیؒ، امام نوویؒ کے اقوال حجت ہیں۔

مؤمل بن اسماعیل سے مذکورہ روایت اصولِ حدیث سے ''صحیح'' نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے۔لیکن غیر مقلدین کا اصرار یہ ہے کہ اسے اصولِ حدیث سے نہ پرکھا جائے بلکہ غیر نبی کے فعل یا قول کی بناء پر صحیح مان لیا جائے۔یہ ہے غیر مقلدیت کی علم برداری۔گویا رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔

**تنبیہ**:۔بعض غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ''علیٰ صدرہٖ'' کیلئے ہمارے پاس ایسی روایات بھی ہیں جن میں مؤمل بن اسماعیل نہیں ہیں۔یاد رکھنا چاہئے کہ (امام بخاریؒ) کا قول ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی سب سے کم ضعیف روایت مؤمل بن اسماعیل کے طریق سے ہے۔وہ روایات جو دوسری طریق سے ہیں وہ اس روایت سے زیادہ ضعیف ہیں اور ان کی اسناد میں ایک نہیں بلکہ متعدد راویوں پر کلام ہے۔مثلاً:

بیہقی میں یہ روایت محمد بن حجر بن عبدالجبار عن ام عبدالجبار کے طریق سے ہے۔

**محمد بن حجر بن عبدالجبار**:۔(۱) ذہبی نے کہا کہ ان کے پاس مناکیر ہیں (میزان الاعتدال ص ۵۱۱ ج ۳)

(۲) امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ ان میں کچھ نظر ہے (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۱۱)

**ام عبدالجبار**:۔ابن ترکمانی نے انہیں مجہول کہا ہے۔(الجوہر النقی)

**سعید بن عبدالجبار بن وائل الحضرمی**:۔ضعیف ہیں (تقریب)

**روح بن مسیب** :۔(۱) روح بن مسیّب متروک ہیں (آثار السنن)

(۲) ابن حبان نے کہا کہ ثقہ راویوں سے موضوع روایت کرتا تھا اور ان سے روایت حلال نہیں ہے۔

(۳) ابن عدی نے کہا کہ ان کی احادیث غیر محفوظ ہیں۔

(۴) بیہقی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے ''فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ'' کے متعلق اور یہ صحیح نہیں ہے۔

(۲) **قبیصہ بن ہلبؓ کی روایت** :۔● حَدَّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُفْیَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاکٌ عَنْ قَبِیْصَةَ بْنِ

هُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِؓ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَنْصَرِفُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ یَسَارِہٖ وَرَأَیْتُہٗ یَضَعُ ھٰذِہٖ عَلٰی صَدْرِہٖ وَوَصَفَ یَحْیٰی اَلْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی فَوْقَ الْمَفْصِلِ ۔ **ترجمہ**:۔حضرت ھلبؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا وہ دائیں اور بائیں طرف سے مڑتے تھے اور میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے یہ اپنے سینے پر رکھا اور یحیٰی نے بیان کیا کہ دایاں ہاتھ بایاں ہاتھ کی کلائی پر رکھا۔ (مسند احمد ج۵ ص۲۲۶)

**استدلال پر اعتراضات**:۔

**آثار السنن سے**:۔ علٰی صدرہٖ غیر محفوظ ہے اور اس کی سند میں سماک بن حرب لین ہیں۔

علٰی صدرہٖ یعنی سینہ پر غیر محفوظ:۔صاحب آثار السنن فرماتے ہیں کہ اس کو روایت کیا احمد نے وکیع کے طریق سے اور دار قطنی نے عبدالرحمٰن بن مھدی کے طریق سے اور وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ قَبِیْصَۃَ بِنْ ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِ ان تمام روایات میں "علیٰ صدرہٖ" نہیں ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو آثار السنن ص۱۴۴،۱۴۵)

**قبیصہ بن ھلب**:۔صاحب آثار السنن صفحہ۱۴۴ پر لکھتے ہیں۔

(۱)صاحب المشکاۃ نے اکمال میں کہا۔وہ ثقہ ہیں اور انکا حافظہ خراب تھا اور ابن مبارک اور شعبہ وغیرہ نے انکو ضعیف کہا ہے

(۲)ذھبی نے میزان میں کہا ہے کہ ابن مبارک نے سفیان سے روایت کیا ہے کہ وہ ضعیف ہیں۔

(۳)احمد نے کہا کہ یہ مضطرب الحدیث ہیں۔

(۴)صالح نے کہا کہ جزرہ ان کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

(۵)نسائی نے کہا کہ جب یہ منفرد ہوں تو حجت نہیں ہیں۔ (میزان ج۲ ص۲۳۳)

**تخریج صلوٰۃ الرسول سے** :۔اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے قبیصہ بن ھلب کے۔

(تخریج صلوٰۃ الرسول ص۲۲۹ حاشیہ)

**تجلیات صفدر سے**:۔

**علیٰ صدرہ غیر محفوظ ھے** :"علیٰ صدرہٖ یعنی سینہ پر" صرف مسند احمد کی ایک سند میں ہے اور دوسری اسناد میں نہیں ہے۔حدیث ھلب کی اسناد درج ذیل طریقے پر ہیں۔

(۱)یَحْییٰ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُفْیَانَ قَالَ ۔حَدَّثَنَا سِمَاکٌ عَنْ قَبِیْصَۃَ بِنْ ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِ (مسند احمد ج۵ ص۲۲۶)

(۲)وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ قَبِیْصَۃَ بِنْ ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِ(مسند احمد ج۵ ص۲۴۱)اس میں "علیٰ صدرہٖ" نہیں ہے

(۳)عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَھْدِیِّ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ قَبِیْصَۃَ بْن ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِ(دار قطنی ج۱ ص۱۰۴)اس میں بھی "علیٰ صدرہٖ" نہیں ہے۔

(۴)عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِ (ترمذی باب ما جاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلوٰۃ ص۵۹،ابن ماجہ باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلوٰۃ ص۵۹)اس میں بھی 'علیٰ صدرہٖ' نہیں ہے۔

(۵)شَرِیْکٌ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِ(احمد)اس میں بھی 'علیٰ صدرہٖ' نہیں ہے۔

"علیٰ صدرہٖ" صرف پہلی سند میں ہے اور بقیہ چار اسناد میں "علیٰ صدرہٖ" نہیں ہے اور پہلی سند کا یہ حال کہ اسکا پہلا راوی یحیٰی بن سعید ہے۔

**راویوں پر کلام**:۔

**یحییٰ بن سعید** :۔امام احمد کے معاصرتین ہیں۔(۱) یحیٰی بن سعید العطار (۲) یحیٰی بن سعید بن سالم القداح (۳) یحیٰی بن سعید القرشی الضّبی ہیں اور تینوں کے تینوں ضعیف ہیں۔اگر کوئی اور یحیٰی بن سعید ہے تو سند میں اس کی صراحت دکھائی جائے۔

تیسرے راوی سماک بن حرب ہیں۔

**سماک بن حرب**:۔(۱)خود سفیان نے ان کو ضعیف کہا ہے۔

(۲)ایک سے زائد ائمہ نے انہیں لیّن کہا ہے۔

(۳) ثقہ ہیں۔خراب حافظہ والے ہیں۔

(۴) ابن مبارک اور شعبہ وغیرہ نے انہیں ضعیف کہا ہے۔

(۵) ابن مبارک نے کہا کہ عن سفیان وہ ضعیف ہیں۔

(۶) امام احمد نے انہیں مضطرب الحدیث کہا ہے اور صالح جزرہ نے انہیں ضعیف کہا ہے۔

(۷) اور نسائی نے کہا کہ جب یہ منفرد ہوں تو حجت نہیں ہیں۔

چوتھے راوی قبیصہ بن ھلب ہیں۔

**قبیصہ بن ھلب** :۔قبیصہ بن ھلب مجہول ہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تجلیات صفدر ج ۳ ص ۵۲۰)

یہ روایت بطور دلیل کے نہیں پیش کی جاسکتی۔قبیصہ بن ھلب کی روایت میں ایک تو تصحیف کاتب ہے اور بالفرض علیٰ صدرہٖ مان بھی لیا جائے تو یہ ثقہ راویوں کی مخالفت ہے کیونکہ وہ "علیٰ صدرہٖ" بیان نہیں کرتے اسلئے غیر محفوظ ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں اس روایت کو بطور استدلال نہ امام نووی (سن ھ ۶۷۹) نے اور نہ ہی ابن حجر نے (سن ھ ۸۵۲) نہ کسی اور نے پیش کیا۔اس روایت کو بطور استدلال سب سے پہلے علامہ محمد حیات سندھی (سن ھ ۱۱۶۳) نے پیش کیا۔اور علامہ نیموی نے پیش نہ کرنے کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ "علیٰ صدرہٖ" تصحیف کاتب ہے۔اصل لفظ یوں تھے "يَضَعُ هٰذِهٖ عَلٰى هٰذِهٖ وَوَصَفَ يَحْيٰى اَلْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ الْمَفْصِلِ" کہ آپ ﷺ نے یہ ہاتھ اس ہاتھ پر رکھا اور یحیٰ نے وضاحت کی کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا اس میں محل وضع (رکھنے کی جگہ) کا ذکر ہی نہیں۔کسی کاتب نے غلطی سے ھٰذہٖ علیٰ صدرہ لکھ دیا یعنی دوسرے ھٰذہ کو صَدْرِہٖ بنادیا اور اس کی وجہ سے عبارت ہی بے معنی ہوگئی اور اس کا اگلی عبارت سے کوئی ربط ہی باقی نہ رہا۔کیونکہ یحیٰ نے پہلے ھٰذِہٖ کے بارے میں فرمایا کہ دایاں ہاتھ اور "علیٰ صدرہٖ" کی تشریح یہ کی کہ بائیں ہاتھ کے جوڑ پر اس کا سینے سے کیا تعلق۔علامہ نیموی فرماتے ہیں اس تصحیف کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ علامہ ھیثمی مجموعۃ الزوائد میں مسند احمد کی وہ تمام احادیث جمع کردی ہیں جو صحاح ستہ سے زائد تھیں مگر حدیث ھلب "علیٰ صدرہٖ" کے الفاظ بالکل نہیں لائے۔انکے بعد سید علی متقی بھی کنز العمال میں حدیث ھلب ان الفاظ کے ساتھ نہیں لائے۔اور پھر علامہ جلال الدین سیوطی بھی 'جمع الجوامع' میں اس حدیث کو نہیں لائے۔

(۳) **حضرت طاؤس کی روایت** :۔ ●حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْبَةَ ثَنَا الْهَيْثَمُ يَعْنِيْ ابْنَ حُمَيْدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بِهِمَا عَلٰى صَدْرِهٖ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ **ترجمہ** :۔"حضرت طاؤسؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ نماز میں اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر باندھا کرتے تھے" (مراسیل ابوداؤد کتاب الصلوۃ ص ۶)

**استدلال پر اعتراضات**:۔

**آثار السنن سے** :۔ اس کی اسناد ضعیف ہیں۔اس میں سلیمان بن موسیٰ ایک راوی ہیں جنہیں لین الحدیث کہا گیا ہے۔بخاری نے کہا کہ ان کے پاس مناکیر ہیں۔اور نسائی نے کہا قوی نہیں ہیں۔(تفصیل کے لئے آثار السنن ص ۱۴۵)

**تخریج صلوٰۃ الرسول سے** :۔ سلیمان کو نسائی نے غیر قوی کہا ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اس حدیث میں کچھ اضطراب ہے۔(تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۲۲۹ حاشیہ)

**تجلیات صفدر سے** :۔(۱) ایک نسخہ میں ہے حضرت طاؤس روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے۔یعنی علی صدرہ کا لفظ نہیں ہے۔

(۲) آگے ایک نسخے میں ہے............ "علیٰ صدرہٖ" اور آگے ہے پھر ان کو سینے پر مضبوط کرتے۔

(۳) دوسرے نسخے میں............ "علیٰ صدرہٖ" آگے ہے، ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر سینے پر رکھتے۔

## اس کی سند کا حال یہ ہے

(۱) یہ حدیث مرسل ہے یعنی تابعی حضرت طاؤسؒ نے صحابی کا نام لئے بغیر براہِ راست حضور ﷺ سے روایت کو پیش کیا۔اور مرسل روایت غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہے اسلئے غیر مقلدین اس روایت کو سینے پر ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں بطور دلیل پیش کرسکتے ہی نہیں۔

(۲) اس میں ایک راوی ھیثم ہیں اور ان کے بارے میں تقریب التہذیب میں ہے وَھُوَ صَدُوْق ........یعنی وہ سچے ہیں لیکن ان پر قدریہ ہونے کا الزام ہے (التقریب ص ۲۲۸)

(۳) اور اس میں چوتھے راوی ''سلیمان بن موسیٰ اموی'' ہیں۔

**سلیمان بن موسیٰ**:۔(۱) نسائی نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہیں۔

(۲) ابوحاتم نے کہا ہے ان کی حدیث میں کچھ اضطراب ہے۔

(۳) ابن عدی نے کہا ہے یہ بعض احادیث میں منفرد ہیں۔

(۴) بخاریؒ نے کہا کہ انکے پاس مناکیر ہیں (تہذیب التہذیب ج۴ص ۲۲۷)

(۵) صدوق اور فقیہ ہیں لیکن انکی حدیث میں لیّن ہیں اور موت سے قبل انکا حافظہ خلط ملط ہو گیا تھا (تقریب ج اص ۳۳۱)

درج بالا وجوہات کی بناء پر اس کی اسناد ضعیف ہیں۔

[**تنبیہ**:۔غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ امام داؤد نے مراسیل میں اس پر سکوت اختیار کیا ہے اس لئے یہ حسن ہو گی صحیح ہے۔انہیں تو اصول حدیث سے روایت کو صحیح ثابت کرنا چاہئے۔دوم یہ کہ ابوداؤد کے سکوت کو جو حسن یا صالح کہا جاتا ہے تو اس میں تفصیل ہے کہ صالح برائے احتجاج (حجت) ہے یا صالح برائے اعتبار۔تو مذکورہ روایت صالح برائے احتجاج یقیناً نہیں ہے کیونکہ اس کی سند ضعیف ہے۔]

(۴) **دیگر روایات**:۔اس سلسلہ کی دیگر تمام روایات ضعیف ہیں۔(آثار السنن ص ۱۴۵، ۱۴۶ حاشیہ) مثلاً

● سنن بیہقی کی روایت اَخْبَرَنَا اَبُوْسَعْدٍ اَحْمَدُبْنُ مُحَمَّدِ الصُّوْفِیُّ قَالَ اَنْبَأنَا اَبُوْ اَحْمَدَ بِنِ عَدِیِّ الْحَافِظُ ثَنَا ابْنُ صَاعِدٍ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُجْرِ الْحَضْرَمِیُّ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ عَبْدِالْجَبَّارِ ابْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَضَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ الْمِحْرَابَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ بِالتَّكْبِیْرِ ثُمَّ وَضَعَ یَمِیْنَهٗ عَلَى الْیُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ

اس کی اسناد بہت ضعیف ہیں اس میں محمد بن حجر ہیں اور ام عبدالجبار ہیں اور وہ ام یحییٰ ہیں اور مجہول ہیں اور اس میں سعید بن عبدالجبار بھی ہیں جو ضعیف ہیں۔ذھبی نے میزان میں کہا ہے کہ ان کیلئے مناکیر ہیں۔کہا گیا کہ ان کی کنیت ابوالخنافس ہے۔بخاری نے کہا ہے کہ ان میں نظر ہے۔ابن ترکمانی نے جوہر النقی میں کہا ہے کہ محمد بن حجر بن عبدالجبار بن وائل عن عمہ سعید ان کیلئے مناکیر ہیں۔ذھبی نے کہا ہے کہ ام عبدالجبار وہ ام یحیی ہیں نہ میں ان کا حال جانتا ہوں نہ ان کا نام۔سعید بن عبدالجبار نسائی نے کہا کہ وہ قوی نہیں ہیں۔ (آثار السنن ص ۱۴۵ حاشیہ)

**تفسیر فصل لربک وانحر**:۔☆ اور اسی طرح سنن بیہقی کی روایت ہے اَخْبَرَنَا اَبُوْزَكَرِیَّا ابْنِ اَبِیْ اِسْحَاقَ اَنْبَأنَا الْحَسَنُ بْنُ یَعْقُوْبَ ابْنِ الْبُخَارِیُّ اَنبأنَا یَحْیٰى بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْبَأنَا زَیْدُ بْنُ الْحُبَابِ ثَنَا رَوْحُ بْنُ الْمُسَیَّبِ ثَنِیْ عَمْرُو ابْنُ مَالِكِ النُّكْرِیّ عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) قَالَ وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِی الصَّلٰوةِ عِنْدَ النَّحْرِ۔

اَسمیں روح بن المسیب ہیں جو متروک ہیں اور ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے موضوع روایات کرتا تھا اس سے روایت حلال نہیں ہے۔اور ابن عدی نے کہا کہ اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں۔

☆ اور اسی طرح بیہقی کی روایت حضرت علیؓ سے ہے حضرت ابن عباسؓ جیسی۔ابن ترکمانی نے کہا کہ اس کی سند میں اور اس کے متن میں اضطراب ہے۔حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں تفسیر سورہ کوثر میں ج۴ص ۵۵۸ پر کہا ہے ''وَقِیْلَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ (وَانْحَرْ) وَضْعُ الْیَدِ الْیُمْنٰى عَلَى الْیَدِ الْیُسْرٰى تَحْتَ النَّحْرِ .....**ترجمہ**:۔اور جو یہ کہا گیا ہے کہ وانحر سے مراد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر حلق کے نیچے رکھیں روایت کیا جاتا ہے یہ حضرت علیؓ سے اور یہ صحیح نہیں ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو آثار السنن ص ۱۴۵، ۱۴۶ حاشیہ، مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو اعلاء السنن ج ۲ص ۲۰۰)

**طبرانی حضرت وائل**:۔یہ الفاظ مروی ہیں ثُمَّ وَضَعَ یَمِیْنَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ.................. (تخریج ص ۲۳۱)

ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ ''وَانْحَرْ'' سے مراد دایاں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا 'نحر' کے نیچے یہ قول حضرت علیؓ کے طریق سے پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔

عام طور پر جو روایات صریح ہیں یعنی جن میں ''علیٰ صدرہ سینہ پر'' کا لفظ ہے وہ اتنی ہی روایات ہیں ۔ اگر اور کوئی صریح روایت غیر مقلدین پیش کریں تو جائزہ لیا جائے کہ وہ روایت موقوف تو نہیں ہے یا آثار میں سے تو نہیں ہے جس کو مرفوع کے نام سے پیش کر دیا گیا یا اس میں اور کوئی علت تو نہیں ہے۔

**صحابہ وتابعین کے آثار:۔** سینے پر ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں غیر مقلدین کے پاس کوئی صحیح صریح مرفوع حدیث نہیں ہے۔ غیر مقلدین اس سلسلہ میں صحابہ وتابعین کے کچھ آثار پیش کرتے ہیں۔ اول تو ان آثار کی اسناد غیر صحیح ہیں۔ دوم غیر مقلدین کو ان آثار کے پیش کرنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے کیونکہ غیر نبی کا قول وفعل ان کے نزدیک حجت نہیں۔

**قیاسات :۔** غیر مقلدین بعض مرتبہ ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن میں سرے سے ''علیٰ صدرہ یعنی سینہ پر'' کا لفظ ہی نہیں ہوتا لیکن وہ ان روایات میں قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس کو حدیث کا نام دیتے ہیں یعنی ''بات اپنی نام حدیث کا''۔ مثلاً

مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ سے حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ '' آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت اور کلائی پر رکھا'' آگے تحریر کرتے ہیں '' شیخ البانی فرماتے ہیں کہ اس کیفیت پر عمل کرنے سے لازماً ہاتھ سینہ پر آئینگے تجربہ کر کے دیکھیں'' (تخریج صلوۃ الرسول ص ۲۳۰ حاشیہ)۔ حالانکہ اس کیفیت پر عمل کرنے کے بعد ہاتھ سر پر بھی آسکتے ہیں تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ تو یہ ان غیر مقلدین کا قیاس ہے، روایت میں کہیں ''علیٰ صدرہ یعنی سینہ پر'' کا لفظ نہیں ہے، اور اس قیاس کو وہ حدیث کا نام دیتے ہیں یعنی بات اپنی نام حدیث کا

اسی طرح یہ حضرات صحیح بخاری سے حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ ''لوگوں کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھیں''۔ اور آگے تحریر کرتے ہیں '' کیونکہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھنے کی صورت میں ہاتھ زیر ناف نہیں ہو سکتے '' (تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۲۳۱ حاشیہ)۔ صحیح بخاری کا حوالہ دے کر سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دلیل پیش کرنے کا نام لے کر، ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب کہ روایت میں نہ کہیں ''علیٰ صدرہٖ '' ہے اور نہ ہی ''تحت السرہ یعنی ناف کے نیچے'' کا لفظ ہے، لیکن اپنے قیاس غلط سے سینہ کی تائید اور ناف کے نیچے کی تردید کرتے ہیں اور نام دیتے ہیں حدیث کا۔ یعنی وہی ''بات اپنی نام حدیث کا'' جو ان کا وطیرہ ہے۔ یہ سب ان کے قیاسات ہیں۔ جبکہ ان کے نزدیک قیاس حجت ہی نہیں ہے۔ یہاں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے مسئلہ میں بطور دلیل ''صحیح صریح'' روایت درکار ہے۔ اس لئے تمام غیر صریح روایات مذکورہ مسئلہ میں صرف قیاس کی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے غیر مقلدین کی طرف سے بطور دلیل نا قابلِ قبول ہیں۔

بعض مرتبہ غیر مقلدین اپنے استدلال میں ایسی روایات بھی پیش کرتے ہین جن میں فَوقَ السُّرہ یعنی ناف کے اوپر کے الفاظ ہوتے ہیں۔ جبکہ ان کا دعویٰ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ہے، ناف کے اوپر نہیں، اسلئے فوق السرہ کی روایات ان کی طرف سے نا قابلِ قبول ہیں۔

غیر مقلدین کا دعویٰ ''سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل میں'' ''ایک بھی ''صحیح حدیث'' موجود نہیں ہے، جس سے ثابت ہو سکے کہ کسی نے ایک مرتبہ بھی حضور ﷺ کو سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا ہو، پھر اسکو''سنت'' ثابت کرنا تو جوئے شیر لانا ہے۔ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے ''سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے''، یہ غیر مقلدین کا صرف قیاس ہے، (اور قیاس سے سنت مؤکدہ نہیں ثابت ہو سکتی) لہذا ان کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اور بلا دلیل عمل کرنا ان کے نزدیک شرک ہے، اسلئے رد ہے۔

## ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائلین مذکورہ باب میں بہت سی روایات پیش کرتے ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت وائل ابن حجرؓ کی روایت (۲) حضرت علیؓ کی روایت (۳) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت

غیر مقلدین کہتے ہیں (۱) حضرت وائل بن حجر کی روایت غیر محفوظ ہے (۲) حضرت علیؓ کی روایت ضعیف ہے (۳) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ضعیف ہے

**جائزہ:۔** غیر مقلدین کے پاس سینے پر ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں کوئی صحیح صریح مرفوع حدیث موجود نہیں ہے، اور ان کے نزدیک صرف صحیح حدیث حجت ہے اسلئے وہ بغیر دلیل سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں اور بغیر دلیل عمل کرنا انکے نزدیک شرک ہے اسلئے انہیں سینے پر ہاتھ باندھنا ترک کرنا چاہئے۔

**اجتہاد:۔** سینہ پر ہاتھ باندھنے کی مرفوع روایات اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی مرفوع روایات دونوں ضعیف ہیں یا کم از کم ''غیر محفوظ'' ہیں اسلئے دونوں جانب روایات یکساں درجہ کی ہوگئیں۔اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ ''جب احادیث متساویۃ الاقدام (یکساں درجہ کی) ہوں تو سلف (صحابہ وتابعین کبار) کے اقوال افعال سے ایک جانب ترجیح دی جائیگی۔''

حضرت حجاج بن حسانؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومجلزؒ سے سنا (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے دریافت کیا کہ (حضور اکرم ﷺ ہاتھوں کو) کیسے رکھتے تھے، تو فرمایا کہ حضور ﷺ اپنے دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہری حصہ پر رکھتے تھے اور ان دونوں کو ناف سے نیچے رکھ لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال''، ج۳ ص۳۲۳)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال''، ج۳ ص۳۲۲)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں دو جلیل القدر تابعین حضرت ابومجلزؒ کا قول ''صحیح'' سند کے ساتھ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ کا قول ''حسن'' سند کے ساتھ موجود ہے۔ اسلئے دونوں ''آثار'' کی بناء پر احناف کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا موقف راجح ہوگیا اور اسی کو معمول بہ ٹھہرایا گیا۔

## ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائلین مذکورہ باب میں بہت سی روایات پیش کرتے ہیں، جن میں سے پانچ درج ذیل ہیں۔

(۱) وائل ابن حجرؓ کی روایت　(۲) حضرت علیؓ کی روایت　(۳) حضرت ابوہریرہؓ کی روایت

(۴) حضرت ابومجلزؒ کی روایت　(۵) حضرت ابراہیم نخعیؒ کی روایت

(۱) **حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت:۔** ●حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِؓ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. **ترجمہ:**۔حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے دیکھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال''، ج۳ ص۳۲۱ طبع کراچی)

**استدلال پر اعتراضات:۔**

**تخریج صلوۃ الرسول سے:۔** اس حدیث سے دلیل لینا صحیح نہیں کیونکہ جس سند سے یہ روایت ابن ابی شیبہ میں ہے بعینہٖ اسی سند سے یہ مسند احمد میں بھی ہے اور اس میں ''تحت السرۃ'' (ناف کے نیچے) کی زیادتی نہیں ہے لہذا ابن ابی شیبہ میں زیادتی کسی ناسخ کی طرف سے سہواً ہوئی ہے۔(تخریج صلوۃ الرسول ص۲۳۰ حاشیہ، تنبیہ)

**آثار السنن سے:۔** علامہ نیموی کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ مصنف ابن ابی شیبہ کے اکثر نسخوں میں موجود ہے لیکن یہ زیادتی 'تَحْتَ السُّرَّةِ' کی، 'عَلٰى صَدْرِهٖ' کی زیادتی کی طرح غیر محفوظ ہے اس لئے کہ یہ ثقہ راوی کی روایات کی مخالفت ہے۔ اور اس کے ساتھ اس میں اضطراب ہے۔ اور اگرچہ سند کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن متن کے اعتبار سے ضعیف ہے۔

(آثار السنن ص۱۴۹ حاشیہ)

**جواب:۔** ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت وائل ابن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھا دیکھا اور اس میں اسکے بعد 'تَحْتَ السُّرَّةِ'' (ناف کے نیچے) کا لفظ نہیں ہے، لہذا ابن ابی شیبہ میں زیادتی کسی ناسخ کی طرف سے سہواً ہوئی ہے۔ اس کے جواب کے لئے نسخہ جات کا موازنہ ملاحظہ ہو۔

**نسخہ جات:۔** (۱) پہلا نسخہ شیخ قاسم بن قطلو بغا (۸۷۹ھ) کا ہے اس میں 'تَحْتَ السُّرَّةِ'' کا لفظ موجود ہے۔

(۲) شیخ محمد اکرم نصر پوری کے نسخہ میں 'تَحْتَ السُّرَّةِ'' کا لفظ موجود ہے۔

(۳) شیخ عبدالقادر مفتی مکہ معظّمہ کے نسخہ میں "تَحتَ السُرّةِ" کا لفظ موجود ہے۔
(۴) مدینہ منورہ میں قبۂ محمودیہ میں "تَحتَ السُرّةِ" کا لفظ موجود ہے۔
(۵) مولانا شمس الحق عظیم آبادی صاحب "عَونُ المَعبُودِ" کے نسخہ میں بھی "تَحتَ السُرّةِ" کا لفظ موجود ہے اس کی نقل پیر جھنڈا کے پاس ہے اس میں بھی "تَحتَ السُرّةِ" کا لفظ موجود ہے اور اس نسخہ کی نقل مدینہ منورہ میں شیخ عابد سندھی کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے اسمیں بھی "تَحتَ السُرّةِ" ہے ان کی فوٹو اسٹیٹ کا پیاں مصنف مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ مطبوعہ ملتان اور مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان میں بھی موجود ہیں۔ الغرض ان نسخوں میں کوئی نسخہ مصر کا ہے، کوئی مکہ معظّمہ کا، کوئی مدینہ منورہ کا، کوئی سندھ کا، کوئی ہند کا، سب نسخوں میں "تَحتَ السُرّةِ" کا لفظ موجود ہے۔
(٦) ملا قائم سندھی نے الکرام میں لکھا ہے کہ "تَحتَ السُرّةِ" لفظ اکثر صحیح نسخوں میں موجود ہے اور میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایک صحیح نسخہ میں یہ لفظ دیکھا ہے جس پر تصحیح کرنے والوں کے نشان بھی ہیں۔
(۷) عبداللہ ابن سالم بصری کے نسخہ میں "تَحتَ السُرّةِ" کا لفظ نہیں ہے۔
غرض چھ نسخوں میں "تَحتَ السُرّةِ" کا لفظ ہے اور ایک نسخہ میں نہیں ہے۔ تو سہو (غلطی) ایک نسخہ میں ہوا کہ چھ نسخوں میں؟
(بحث کی مزید تفصیل کیلئے اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۹۷ تا ۲۰۰ حاشیہ، نیز تجلیاتِ صفدر ج ۳ ص ۵۲۵ تا ۵۲۷ ملاحظہ ہو)

(۲) **حضرت علیؓ کی روایت** :۔ ●حَدَّثنامُحَمَّدُبْنُ مَحبُوبٍ ثَناحَفصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبدِالرَّحمٰنِ ابْنِ اِسحَاق عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْ جُحَيفَةَ اَنَّ عَلِيًّاؓ قَالَ :اَلسُّنَّةُ وَضعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلوٰةِ تَحتَ السُّرَّةِ . **ترجمہ**:۔حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا، نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ "وضع الیمین علی الشمال" ج ۳ ص ۳۲۴، ابوداؤد حدیث ۷۵۶ ص ۱۲۷۹ الکتب الستہ طبع سعودیہ عربیہ، مسند احمد ج ۱: ص ۱۱۰، دارقطنی ۱/۲۸۶/۱۰۷، سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۳۱، مسند بزار ۱/۱۱۰)
یہ روایت موقوف ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یہ سنت سے ہے اسلئے مرفوع کے حکم میں ہے۔
**استدلال پر اعتراض** :۔ اس کی سند میں ایک روای عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی ہیں۔ احمد بن حنبل اور ابو حاتم نے انہیں منکر الحدیث کہا ہے۔ ابن معین نے کہا ہے "لَيسَ بِشَئٍ" اور امام بخاری نے کہا ہے کہ ان میں نظر ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ (تخریج صلوۃ الرسول ص ۲۳۰ حاشیہ)
**جواب** : حضرت عجلیؒ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق جائز الحدیث ہیں۔ اپنی حدیث لکھتے تھے اسلئے روایت حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔ یہ روایت ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے شواہد میں سے ہے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۹۳ حاشیہ)

(۳) **حضرت ابوھریرہؓ کی روایت** :●حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَاعَبدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍعَنْ عَبْدِالرَّحمٰنِ بْنِ اِسحَاق الْكُوفِيِّ عَنْ سَيَّارٍ اَبِي الْحَكَمِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ:قَالَ اَبُوهُرَيرَةَؓ :اَخذُ الاَكُفِّ عَلَى الاَكُفِّ فِي الصَّلوٰةِ تَحتَ السُّرَّةِ **ترجمہ**:۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا نماز میں ہتھیلیوں کو ناف کے نیچے رکھا جائے۔ (ابوداؤد حدیث ۷۵۸ ص ۱۲۷۹ الکتب الستہ طبع سعودیہ عربیہ)
یہ روایت موقوف ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے۔
**استدلال پر اعتراض**:۔ اس کی سند میں بھی عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی ہیں۔
**جواب** :۔ حضرت عجلیؒ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق جائز الحدیث ہیں۔ اپنی حدیث لکھتے تھے اسلئے روایت حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔ یہ روایت ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے شواہد میں سے ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۹۴ حاشیہ)

(٤) **ابومجلزؒ کی روایت** :۔●حَدَّثَنَايَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ اَخبَرَنَاالْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ سَمِعتُ اَبَا مِجلَزٍ اَوسَاَلتُهُ قَالَ قُلتُ كَيفَ يَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِينِهِ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجعَلُهُمَااَسفَلَ مِنَ السُّرَّةِ . **ترجمہ**:۔حضرت حجاج بن حسانؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومجلزؒ سے سنا (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے دریافت کیا کہ (حضور اکرم ﷺ ہاتھوں کو) کیسے رکھتے تھے، تو فرمایا کہ حضور ﷺ اپنے دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہری حصہ پر رکھتے تھے اور ان دونوں کو ناف سے نیچے رکھ لیتے تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ "وضع الیمین علی الشمال"، ج ۳ ص ۳۲۳)

حضرت ابومجلزؒ تابعی کبیر ہیں اوران کا انتقال صحابہ کے زمانہ میں ہوا۔

(۵)**حضرت ابراهیم نخعی ؒ کی روایت** :۔☆حَدَّثَنَاوَکِیْعٌ ،عَنْ رَبِیْعٍ،عَنْ اَبِیْ مَعْشَرٍ،عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ یَضَعُ یَمِیْنَهُ عَلیٰ شِمَالِهٖ فِی الصَّلوٰةِ تَحتَ السُّرَّةِ ۔ **ترجمه** :۔حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہےفرماتے ہیں کہ حضورﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پرناف کے نیچے رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ”وضع الیمین علی الشمال“ج۳ص۳۲۲)

مشہورجلیل القدرتابعی حضرت ابراہیم نخعیؒ کا قول ہمارے نزدیک حجت ہے(انکےاقوال کے حوالےامام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں متعددمقامات پربطوردلیل تحریرفرمایاہے مثلاً وَقَالَ حَمَّادٌعَنْ اِبْرَاهِیْمَ اِنْ کَانَ عَلَیْهِمْ اِزَارٌ فَسَلِّمْ وَاِلَّافَلَا تُسَلِّمْ۔اورحماد نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت کیاکہ جب حمام میں ہواورازار باندھے ہوئے ہوتو سلام کرےاورازارنہ باندھے ہوئے ہوتو سلام نہ کرے(صحیح بخاری باب قرأۃ القرآن بعد الحدث ...الخ ج۱ص۳۰)۔

**تحقیق مسئله مذکوره**:۔ احادیث دونوں جانب ہیں اگرخدانخواستہ کوئی فریق صرف ایک قسم کے دلائل کو مانتاہےاوردوسری قسم کاانکارکرتاہےتو گویا وہ احادیث کاانکارکرتاہے جوکفر کے قریب پہنچادیتاہے۔اب ضرورت اس بات کی ہے کہ دونوں قسم کی روایات میں اجتہادکیاجائے۔اس کیلئے ضروری ہے کہ دونوں قسم کی روایات کاجائزہ لیاجائے۔

# سینہ پرہاتھ باندھنے کی روایات کا جائزہ

(۱)**حضرت وائل بن حجرؓکی روایت**:اسکی اسناد میں نظر ہےاور”عَلیٰ صَدْرِهٖ (سینہ پر)“ کی زیادتی غیرمحفوظ ہے

(۲)**حضرت قبیصه بن هلبؓ کی روایت**:۔اس میں ”عَلیٰ صَدْرِهٖ (سینہ پر)“ کی زیادتی غیرمحفوظ ہے۔اوراسکی اسناد میں کلام ہے۔

(۳)**حضرت طاؤسؒ کی روایت** :اس کی اسنادضعیف ہیں حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں اوروہ صحابی کانام لئے بغیر براہ راست حضورﷺ سے روایت کرتے ہیں۔اسلئے یہ روایت مرسل ہےاورمرسل روایات غیرمقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں۔

(۴) سینہ پرہاتھ باندھنے کے باب میں دوسری تمام روایات ضعیف ہیں۔اوراس باب میں کچھ”آثار“ بھی پیش کئے جاتے ہیں۔”آثار“سلف (صحابہ وتابعین، تبع تابعین) کے اقوال یاافعال ہیں اسلئے غیرمقلدین کودلائل میں ان آثارکوپیش کرنے کاحق ہی نہیں ہےاوران کی طرف سے ناقابلِ قبول ہیں۔

غرض چاروں قسم کی روایات کاجائزہ لینے سے یہ تحقیق سامنے آتی ہے کہ ان میں کہیں سینہ پرہاتھ باندھنے کی دلیل میں ایک بھی صحیح مرفوع حدیث موجودنہیں ہے۔بلکہ روایات غیرمحفوظ ہیں۔جبکہ غیرمقلدین کے نزدیک صرف صحیح حدیث حجت ہے۔نیز غیرمقلدین کا مسلک یہ ہے کہ”سینہ پرہاتھ باندھنا سنت ہے“،اسکے خلاف جائزنہیں اسلئے سنتِ مؤکدہ کے حکم میں ہے۔اسکی دلیل میں انہیں صحیح صریح حدیث پیش کرنا چاہئے۔لیکن غیرمقلدین کے پاس اس سلسلہ میں ایک بھی صحیح صریح حدیث موجودنہیں ہے۔اسلئے غیرمقلدین کا یہ دعویٰ”سینہ پرہاتھ باندھنا سنت ہے“ رد ہے۔مزید یہ کہ بغیر دلیل کے عمل کرنا تقلید ہےاوریہ ان کے نزدیک شرک ہے۔

# ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات کا جائزہ

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ کی حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت میں چھ نسخوں میں ”تحت السرہ یعنی ناف کے نیچے“ کالفظ موجود ہے۔صرف ایک نسخہ میں نہیں ہے۔اوراس کی سند بھی صحیح ہے اسلئے بطوردلیل زیادہ مضبوط ہے۔لیکن صاحب آثارالسنن کی بات تسلیم کی جائے تو روایت غیرمحفوظ ہوگی۔(۲)اور(۳)ابوداؤد اورمصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ سے حضرت علیؓ کی روایت۔ابوداؤد سے حضرت ابوھریرۃؓ کی روایت۔اگرچہ حضرت عجلیؒ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق جائز الحدیث ہیں۔اپنی حدیث لکھتے تھے اسلئے روایت حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔لیکن صاحب آثارالسنن کے قول کے مطابق روایات ضعیف ہیں۔

**غرض مرفوع روایات غیر محفوظ هیں** :۔(۴)اور(۵) حضرت ابومجلزؒ کااثر جید(بہت صحیح) سند کے ساتھ اورحضرت ابراہیم نخعیؒ کااثرحسن سند کیساتھ۔

سینہ پرہاتھ باندھنے کی مرفوع روایات اورناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی مرفوع روایات دونوں”غیرمحفوظ“ ہیں اسلئے دونوں جانب روایات

یکساں درجہ کی ہوگئیں۔اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ ''جب احادیث متساویۃ الاقدام (یکساں درجہ کی) ہوں تو سلف (صحابہ وتابعین کبار) کے اقوال ،افعال سے ایک جانب ترجیح دی جائے گی''۔ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں دو جلیل القدر تابعین حضرت ابومجلزؒ کا قول ''صحیح'' سند کے ساتھ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ کا قول ''حسن'' سند کے ساتھ موجود ہے۔حنفی مسلک میں اقوال وافعال سلف حجت ہیں۔

## قَوْلُ التَابِعِيِّ الْكَبِيْرِ حُجَّتٌ عِنْدَالْاَ حْنَافِ

قَوْلُ التَّا بِعِيِّ الْكَبِيْـرِ الَّذِيْ ظَهَرَ فَتْوَاهُ فِيْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ. حُجَّةٌ عِنْدَنَا كَا الصَّحَابِيِّ، كَذَافِيْ ''التَّوْ ضِيْحِ'' (ج ۲ ص ۱۷ .وَعِبَارَةُ ''التَّوْ ضِيْحِ'' هٰكَذَا (''فَهُوَ كَاالصَّحَابِيِّ عِنْدَ الْبَعْضِ .لِاَنَّهُ بِتَسْلِيْمِهِمْ اِيَّاهُ دَخَلَ فِيْ جُمْلَتِهِمْ'') **ترجمہ**:۔جس تابعیٔ کبیر کے فتوے صحابہ کے زمانہ میں شائع تھے، ہمارے نزدیک ان تابعی کا قول حجت ہے، جیسا کہ ہمارے نزدیک صحابی کا قول حجت ہے(التوضیح ج۲ص ۱۷،اعلاء السنن ج۱۹ص۱۳۲)۔اور ابومجلزؒ جن کا نام لاحق بن حمید البصری ہے ان کا انتقال صحابہ کے زمانہ میں سن ھجری ۱۰۰ یا ۱۰۱ میں ہوا۔اسلئے مستحب کی دلیل میں ان کا قول حجت ہے اسی طرح مشہور جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعیؒ کا قول ہمارے نزدیک حجت ہے(انکے اقوال کے حوالے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں متعدد مقامات پر بطور دلیل تحریر فرمایا ہے)،انکا قول بھی حسن سند کیساتھ موجود ہے۔

**اسلئے دونوں ''آثار'' کی بناء پر احناف کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا موقف راجح ہوگیا اور اسی کو معمول بہ ٹھہرایا گیا۔** فا الحمد لله علی ذالک

## دعویٰ اتحاد کا اور عمل اختلاف کا

غیر مقلدین دعویٰ کرتے ہیں کہ تقلید چھوڑ دیں اور سب غیر مقلد بن جائیں تو اختلاف ختم ہو جائے گا،لیکن ہوتا اسکے الٹا ہے۔اگر کوئی حنفی اپنے مسلک کے مطابق نماز پڑھے تو دنیا کے کسی کونے میں پہچان لیا جائے گا کہ یہ حنفی ہے،اسلئے کہ ساری دنیا میں حنفی کی نماز ایک ہے۔اس کے بالمقابل پوری دنیا کو نکتۂ اتحاد پر لانے والے مدعیوں کی نماز ایک مسجد میں بھی یکساں نہیں ہے بلکہ ہر شخص کا ہاتھ باندھنے کا طرز الگ الگ ہے۔غیر مقلدوں کی کسی مسجد میں بھی جائزہ لے لیا جائے تو آپ کو درج ذیل منظر نظر آئیگا۔

کوئی بایاں ہاتھ کی کہنی دائیں ہاتھ سے اور دائیں ہاتھ کی کہنی کو بائیں ہاتھ سے پکڑتا ہے۔

کوئی دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں بغل کے نیچے رکھ کر اور دائیں ہاتھ کی کہنی کو پکڑتا ہے۔

کوئی بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھ کر بائیں ہاتھ کو کہنی کے قریب پکڑتا ہے۔

اور کوئی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھ کر شانے اور پیٹھ سکوڑ کر حلق کے نیچے رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ اور طرح کے بھی دلچسپ مناظر دیکھے جاسکتے ہیں۔

**اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مقلدیت میں اختلاف وانتشار ہے اور تقلید میں نظم وضبطِ ملت ہے۔**

## سوالات

(۱) سینہ پر ہاتھ باندھنے کی ایک صحیح صریح حدیث پیش کریں؟

(۲) فرقۂ اہل حدیث کا ہاتھ باندھنے کا موقف کیا ہے کہ بایاں ہاتھ نیچے رکھ کر بائیں ہاتھ کی کہنی کو دائیں ہاتھ سے پکڑا جائے؟ یا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں بغل کے نیچے رکھ کر اور دائیں ہاتھ کی کہنی کو پکڑا جائے؟ یا بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھ کر بائیں ہاتھ کو کہنی کے قریب پکڑا جائے؟ یا بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھ کر شانے اور پیٹھ سکوڑ کر حلق کے نیچے رکھا جائے؟ یا کوئی اور کیفیت؟

(۳) سینہ پر ہاتھ کیسے باندھا جائے اس کی کیفیت صحیح حدیث سے پیش کیجئے؟